بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ + عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

روزنامہ

الفضل

ربوہ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

فون ۴۴۹

جلد ۷۳/۳۸ | جمعہ ۲۱ رمضان المبارک ۱۴۰۴ ہجری ۲۱ احسان ۱۳۶۳ ہش ۲۱ جون ۱۹۸۴ء | نمبر ۱۴۳

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۲۰ احسان/جون۔ حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے بارے میں آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ:

"عام طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر ہے"

احباب کرام توجہ اور التزام کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں کہ مولا کریم اپنے فضل سے حضرت سیدہ ممدوحہ کو صحت کاملہ دعا جیلہ سے نوازے اور برکتوں اور فضلوں سے معمور طویل زندگی عطا فرمائے۔ آمین!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

ہماری جماعت کیلئے سب سے زیادہ ضروری ہے کہ پاک تبدیلی پیدا کریں

عقلمند وہ ہے جو عذاب آنے سے پیشتر ہی اُس کی فکر کرے

رونے دھونے اور صدقات سے اللہ تعالیٰ تقدیر کو بھی بدل دیتا ہے۔

"مَیں دیکھتا ہوں کہ باوجود مصائب پر مصائب آنے کے اور ہر طرف خطرہ ہی خطرہ دکھائی دینے کے لوگ ابھی تک سنگدلی اور عجب و نخوت سے کام لے رہے ہیں۔ نادان کب تک اس بے فکری میں بسر کریں گے۔ تا وقتیکہ لوگ ضد نہیں چھوڑتے اپنی بری کرتوتوں سے باز نہیں آتے اور خدا تعالیٰ سے مصالحت نہیں کرتے یہ بلائیں اور مصیبتیں دور نہیں ہونے کی ..... عقلمند وہ ہے جو عذاب آنے سے پیشتر اُس کی فکر کرتا ہے اور دور اندیش وہ ہے جو مصیبت سے پہلے اُس سے بچنے کی فکر کرے۔ انسان کو یہی لازم ہے کہ آخرت پر نظر رکھ کر برے کاموں سے توبہ کرے۔ کیونکہ حقیقی خوشی اور سچی راحت اسی میں ہے۔ یہ ایک یقینی امر ہے کہ کوئی بدکاری اور گناہ کا کام ایک لحظہ کے لئے بھی سچی خوشی نہیں دے سکتا۔ بدکار، بدمعاش کو تو ہر دم اظہارِ راز کا خطرہ لگا ہوا ہے۔ پھر وہ اپنی بدعملیوں میں راحت کا سامان کہاں دیکھے گا۔ آخرت پر نظر رکھنے والے ہمیشہ مبارک ہیں۔ ؏

"مرد آخر بیں مبارک بندہ ایست"

دیکھو اُن قوموں کا حال جن پر وقتاً فوقتاً عذاب آئے۔ ہر ایک کو یہی لازم ہے کہ اگر دل سخت بھی ہو تو اُسے ملامت کر کے خشوع خضوع کا سبق دے۔ رونا اگر نہیں آتا تو رونی صورت بناوے (باقی صفحہ ۸ پر)

موضعہ ۲۸ مئی ۱۹۸۴ء شیخ طاہر احمد منیر ایم۔اے۔ ایل ایل بی چیرمین منیر کیبلز لاہور کے ہاں پہلا فرزند پیدا ہوا ہے جو مکرم شیخ نور احمد صاحب منیر کا پہلا پوتا اور مکرم چوہدری منور لطیف اللہ صاحب ایڈووکیٹ کا نواسہ ہے۔ نومولود کا نام مسرور احمد رکھا گیا ہے۔

احباب کرام کی خدمت میں درخواست ہے کہ نومولود کی درازی عمر تندرستی اور خادم دین ہونے کے لیئے دعا کریں۔

اللہ بہت برکت دیگا

تنخواہ ملتے ہی کل آمد پر شرح کے مطابق لازمی چندہ جات چندہ عام، حصہ آمد، چندہ جلسہ سالانہ فوراً ادا فرما دیجئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی آمد میں بے حد برکت دیگا۔

(ناظر بیت المال آمد ربوہ)

فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرَاتِ

دردمندانہ درخواست دعا:

مکرم چوہدری مبارک مصلح الدین احمد وکیل المال (ثانی) تحریک جدید ربوہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل اور رحم سے ہمارے پیارے امام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور ساری جماعت کی دعاؤں کو قبول فرماتے ہوئے گزشتہ دو سالوں میں جماعت ہائے احمدیہ اندرون و بیرون پاکستان کو غیر معمولی بیداری کی توفیق عطا فرمائی۔ بیرون پاکستان کی جماعتیں بڑی تیزی کے ساتھ مالی قربانی میں پیش قدمی کر رہی ہیں۔ اور مخلصین جماعت ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر مختلف تحریکات میں حصہ لے رہے ہیں۔ ۱۹۸۲-۸۳ء میں بیرون پاکستان کی جماعتوں نے ۵ کروڑ کے بجٹ کے مقابل پر ۸,۲۴,۰۰,۰۰۰ روپے اپنے مولا کے حضور پیش کرنے کی توفیق پائی۔ یعنی بجٹ سے قریباً سوا تین کروڑ زائد۔ الحمد للہ علیٰ ذالک! ۱۹۸۳-۸۴ء میں بھی خدا کے فضل سے بجٹ سے زیادہ ادائیگیاں ہو رہی ہیں اور دیگر تحریکات بیوت الحمد منصوبہ، جوبلی فنڈ اور قیام مراکز و مشن ہاؤسز فنڈ کی قربانی اس کے علاوہ ہے۔ یہ خوشکن ترقی جملہ عہدیداران جماعت کی مخلصانہ جدوجہد اور مخلصین جماعت کی حقیر قربانی کو قبول کرتے ہوئے محض اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے عطا فرمائی ہے۔ لازمی چندہ جات میں کما حقہٗ قربانی اور دیگر تحریکات کی کامیابی اور وعدہ کنندگان کو اپنے وعدہ پورا کرنے کی توفیق محض دعاؤں سے ہی ممکن ہے پس خاکسار احباب جماعت سے دردمندانہ درخواست دعا کرتا ہے کہ رمضان المبارک کی خصوصی دعاؤں میں جملہ امراء اور مشنری صاحبان، صدر صاحبان اور عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ بیرون پاکستان اور مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے مخلصین کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو بہترین اور مقبول قربانی کی توفیق بخشے۔ ان کو اپنے وعدے جلد پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے ان کے رزق میں مزید فراخی عطا کرے۔ ان کی قربانی اور خدمت کی توفیق کو بڑھاتا چلا جائے۔ ان کو ہر قسم کی مشکلات اور دکھوں سے نجات بخشے، ان کو سعادت دارین نصیب کرے اور یہ اپنے مولا سے راضی رہیں اور ان کا رب ان پر راضی ہو!

پبلشر: مسعود احمد، پرنٹر: سید عبدالحی، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ، مقام اشاعت دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ۔ قیمت ۵۰ پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

۲۱ رمضان المبارک ۱۴۰۴ ہجری

۲۱ احسان ۱۳۶۳ ہش

آخری عشرۂ رمضان کی دعاؤں سے متعلق ایک یاد دہانی

جیسا کہ احباب جماعت کو بخوبی علم ہے آخری عشرۂ رمضان کے موجودہ ایام میں جن میں سے ہم گزر رہے ہیں انتہائی بابرکت ایام ہیں اور ان کی ایک اہم اور عظیم الشان برکت یہ ہے کہ ان میں بکثرت دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ دعاؤں کی قبولیت پر زندہ ایمان اور ان ایام کی اس خصوصی برکت کے حقیقی عرفان کی وجہ سے احباب جماعت ان ایام میں اپنی انفرادی حاجات کے علاوہ جماعتی ترقی اور دین کے غلبہ اور ملکی ترقی و استحکام اور سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ ایداللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے حالیہ غیر ملکی دورہ کے خالصۃً دینی مقاصد کے حصول کے لئے بہت درد و الحاح سے دعائیں کر رہے ہوں گے اور مسلمان ملکوں کی ہمہ جہتی ترقی اور ان کے مصائب دور ہونے سے متعلق بھی ان دعاؤں میں ہمہ وقت مصروف ہوں گے جن کے بارہ میں سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بار بار توجہ دلاتے رہے ہیں۔

اس سلسلہ میں ہم حصولِ ثواب کی غرض سے احباب کو بعض دعاؤں کے متعلق یاد دہانی کرانا چاہتے ہیں۔ یہ وہ دعائیں ہیں جن کے بارہ میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ احباب جماعت کو خاص طور پر توجہ دلاتے رہے ہیں۔ ان خصوصی دعاؤں میں ارضِ مقدس فلسطین پر سے یہود نامسعود کے ظالمانہ قبضہ کے ختم ہونے اور عربوں پر اسرائیل کے بھیانک اور جگر پاش مظالم کا ہمیشہ ہمیش کے لئے خاتمہ ہونے کی دعائیں سرفہرست ہیں۔ ہم اس کی یاد دہانی حضور ایدہ اللہ کے الفاظ میں ہی کراتے ہیں۔ حضور ایدہ اللہ نے آج سے دو سال قبل اسرائیل کے بہیمانہ مظالم کے عملی سدِّباب کے لئے احباب جماعت کے نام ایک خصوصی پیغام میں دعاؤں کی پُرزور تحریک کی تھی۔ حضور نے فرمایا:۔

"ہمارے سخت زخمی دلوں کے زخموں میں سے ایک ایسا زخم بھی ہے جو روز بروز زیادہ بھیانک، زیادہ گہرا اور زیادہ تکلیف دہ ہوتا چلا جا رہا ہے اور ہر لمحہ ہمارے دلوں سے خونناب ٹپکا رہا ہے۔ میری مراد اسرائیل کے ان انتہائی بھیانک اور بہیمانہ مظالم سے ہے جو بڑی بے دردی اور سفاکی کے ساتھ مسلمانانِ عالم پر توڑ رہا ہے۔ ..... یہ درست ہے کہ بظاہر ہم ایک کمزور اور چھوٹی سی جماعت ہیں جو دنیا کی نظر میں التفات کے لائق بھی نہیں لیکن میں جانتا ہوں اور آپ بھی جانتے ہیں کہ ہم اپنے رب کے ادنےٰ غلام ہیں اور استحقاق کے بغیر ہمیشہ اس کی رحمت اور فضلوں کے مورد بن رہے ہیں اور وہ ہماری گریہ وزاری کو قبول فرماتا ہے۔

پس میں تمام احمدی احباب مرد و زن بوڑھوں اور بچوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ بڑے درد و کرب سے اللہ کے حضور ایک شور مچا دیں کہ تا وہ ..... محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہونے والے ہر فرد و بشر پر رحمت اور کرم کی نظر فرمائے۔ اور اپنے آنسوؤں سے سجدگاہوں کو تر کر دیں اور اپنے رب کی رحمت کے قدم چوم کر عرض کریں۔ اے آقا رحمٰن رحیم! ہمارے سینے اس غم سے پھٹ رہے ہیں۔ امتِ محمدیہ سے درگزر اور عفو کا سلوک فرما اور اپنے محبوب محمدؐ کے نام کی برکت سے ان کے دشمنوں کو ذلیل و رسوا کر دے اور ان کمزوروں کو دشمنانِ اسلام کے خلاف طاقت اور غلبہ عطا فرما۔ مسلمانوں کے دشمنوں سے ان دردناک مظالم کا انتقام خود اپنے ہاتھ میں لے لے۔ یا پھر یہ عظیم تر معجزہ دکھا کہ دشمنوں کے دل یکسر بدل دے اور وہ حضرت محمد مصطفےٰ کی امت کا خون بہانے کی بجائے اپنے خون سے ان مظالم کا کفارہ ادا کرنے کی سعادت پائیں

میں یقین رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے بے قرار دلوں کی دعاؤں کو پایۂ قبولیت میں جگہ دے گا اور ہمارے سخت زخمی دلوں کے اندمال اور سکینت کا سامان پیدا فرمائے گا۔ اے خدا ایسا ہی کر۔ دیکھ ہم تیرے حضور ذبح ہونے والی قربانیوں کی طرح تڑپ رہے ہیں ؎

اے دل تو نیز خاطرِ ایناں نگاہ دار
کاخر کنند دعویٰ حُبّ پیمبرم"

(الفضل ۱۳ جون ۱۹۸۲ء)

ہمیں یقین کامل ہے کہ احباب ان بابرکت ایام میں دیگر انفرادی جماعتی

(باقی دیکھیں صفحہ پر)

رمضان کا آخری عشرہ

مبارک یہ دن ہیں پُر انوار راتیں

عبادت کے دن ہیں دعاؤں کی راتیں
کریں اپنے مولیٰ سے کھل کھل کے باتیں

فقط اہلِ تقویٰ ہیں محبوب اُن کو
نہیں اُس کو پروا ہیں کیا اُن کی ذاتیں

مقابل پہ تقویٰ کی دولت کے پیارو
ہیں سب ہیچ دنیا کی انمول دھاتیں

یہ عِتقٌ مِّنَ النَّار کے روز و شب ہیں
ہیں مقبول سب اِن میں صوم اور صلوٰتیں

کریں جستجوئے شبِ قدر اِن میں
مبارک یہ دن ہیں، پُر انوار راتیں

شیاطین ہیں پا بہ زنجیر سارے
ہیں بے کار سب آجکل اُن کی گھاتیں

گھروں میں خداوندِ عالم کے، دیکھو
لگائی ہیں پھر قدسیوں نے قناتیں

دعاؤں میں مشغول ہیں معتکف سب
الٰہی ہوں مقبول اُن کی صلوٰتیں

رضا تیری حاصل ہو سب مومنوں کو
یہ راتیں ہوں اُن کے لئے شب براتیں

اٹھو جھولیاں فضل و رحمت سے بھر لیں
بڑے کام کے ہیں یہ دن اور راتیں

عمل ہو نہ صالح تو ایماں عبث ہے
نہیں کام کی صرف باتیں ہی باتیں

جہاں بھر میں اب ہوگی توحید غالب
کریں گرچہ مشرک ہزار احتیاطیں

محمد صدیق امرتسری
(ناظر نشر و اشاعت صدر انجمن احمدیہ ربوہ)

لہ حدیث رسول

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قدرتِ ثانیہ کے مظہرِ ثالث سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا

آخری سفرِ اسلام آباد اور آخری علالت

قسط اوّل

حضرت سیدہ طاہرہ صدیقہ ناصر صاحبہ حرم حضرت مرزا ناصر احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ ربوہ

خاکسار کا ارادہ تھا کہ میں قدرت ثانیہ کے مظہر ثالث حضرت مرزا ناصر احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ وابستہ اپنی تمام یادوں کو تحریر میں لے آؤں، اس ضمن میں میں نے کچھ لکھا بھی لیکن ابھی تک اس کا ابتدائی حصہ بھی مکمل نہیں کر سکی۔ حضور سے میری شادی کے بعد اگرچہ میں نے صرف ۲ ماہ کا قلیل عرصہ حضورؒ کی رفاقت میں گزارا، لیکن اس مختصر سے عرصہ کی یادیں اتنی زیادہ ہیں کہ فوری طور پر ان سب کو تحریر کرنا میرے لیے ممکن نہیں۔ یہ تمام یادیں ایسی تو نہیں جنہیں میں مرتے دم تک بھی بھلا سکوں، لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ واقعات کی باریک تفصیلات وقت کے ساتھ ساتھ میرے ذہن میں یادداشت کے ان گوشوں میں جمع ہو رہی ہیں جو کہ زیادہ گہرائی میں واقع ہیں اس لیے میں نے ارادہ کیا کہ حضورؒ کے آخری سفر اور آخری علالت کے واقعات کو پہلے لکھ دوں۔ اگرچہ یہ تمام واقعات ایسے ہیں جنہیں میری نظر نے دیکھا اور میری ذات نے محسوس کیا، اس لیے یہ ممکن ہی نہیں کہ ان میں ذاتی رنگ نہ ہو۔ لیکن ہر چھوٹی سے چھوٹی بات میں بھی حضورؒ کی شخصیت کا کوئی نہ کوئی پہلو جھلکتا ہوا نظر آتا ہے۔ اگر میں ہر واقعہ اور ہر بات کا تجزیہ کرنے لگوں تو پھر یہ مضمون بہت طویل ہو جائے گا۔ اس لیے جو کچھ بھی مجھے یاد آئے گا اُسے اسی طرح تحریر کرتی جاؤں گی۔

جمعرات ۲۰ مئی ۱۹۸۲ء اس روز حضورؒ کافی زیادہ مصروف رہے۔ اس دن بہت زیادہ ملاقاتیں ہوئیں۔ عام طور پر معمول یہ تھا کہ آپ دوپہر کو قریباً سوا ایک ڈیڑھ بجے کے درمیان دفتر سے واپس آتے۔ نماز غالباً ان دنوں پونے دو بجے ہوتی تھی۔ ظہر کی نماز کی تیاری کر کے نماز پڑھانے جاتے اور پھر واپس آ کر کھانا کھاتے اور پھر دوپہر کو آرام قریباً ساڑھے تین پونے چار بجے تک کرتے اور ساڑھے چار بجے دوبارہ اٹھ جاتے۔ پونے پانچ بجے عصر کی نماز کے لیے تشریف لے جاتے اور پھر واپس آ کر شام کی چائے پیتے۔ ملاقات کے رش کی وجہ سے اس دن دوپہر کو بھی ذرا دیر سے تشریف لائے اور کھانا کھانے کے بعد آرام نہیں کیا بلکہ دوبارہ ملاقات کے لیے تشریف لے گئے۔ میں انتظار کرتی رہی شام کو قریباً پانچ یا سوا پانچ کے قریب واپس آئے اس وقت آپ بہت تھک چکے تھے اور فرمایا کہ آج ملاقات کا بہت رش تھا۔ عصر کی نماز پڑھانے کے بعد آپ نے حسبِ معمول چائے پی چائے کے بعد بھی چند ضروری ملاقاتیں کرنی تھیں۔ وہ کیں اور پھر رات کو بھی دیر تک دفتر کا کام کرتے رہے۔

اسلام آباد جانے کا ہمارا پروگرام ۲۲ مئی کا تھا کیونکہ میری امی ۲۴ مئی کو باہر جا رہی تھیں اور حضورؒ کا ارادہ تھا کہ ہم ان کے جانے سے پہلے وہاں چلے جائیں تاکہ میں اُن سے مل لوں۔ چھوٹی سے چھوٹی بات کا بھی انتہائی خیال رکھتے، مجھے اس بات کی قطعاً کوئی فکر نہ تھی کہ میں امی سے جانے سے پہلے ملوں یا نہ ملوں۔ لیکن یہ میرے اس جذبے کا بھی انتہائی طور پر خیال فرما رہے تھے۔ چنانچہ کام کی زیادتی اور کسی اہم کام کے سلسلہ میں حضورؒ کو اپنا پروگرام ایک دن کے لیے ملتوی کرنا پڑا اور ۲۲ کے بجائے ۲۳ مئی بروز اتوار کو جانا طے ہوا۔ مجھے سے کہنے لگے کہ ایک ضروری کام کی وجہ سے میں اب ۲۲ کے بجائے ۲۳ کا پروگرام بنا رہا ہوں ٹھیک ہے؟ تم امی سے ایک دن کے لیے مل لینا۔ ہم ایسے کریں گے کہ یہاں سے صبح جلدی روانہ ہو جائیں گے تاکہ تمہیں زیادہ سے زیادہ وقت ملنے کے لیے مل جائے۔ مجھے تین چار دفعہ حضورؒ نے یہ کہا کہ میں اپنا کام مکمل کر کے جانا چاہتا ہوں میں یہی سمجھتی رہی کہ چونکہ ہمارا باہر جانے کا پروگرام ہے اس لیے یہ ایسا فرما رہے ہیں۔ دل میں خیال بھی آیا کہ آخر اسلام آباد سے ویزے لے کر ہم نے واپس بھی تو آنا ہے، لیکن پھر خاموش رہی۔ کسی دفتری کام کے متعلق (جو مجھے صحیح یاد نہیں رہا) ذرا فکر سے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ جانے سے پہلے اسے مکمل کر جاؤں کیونکہ میں کام مکمل کر کے جانا چاہتا ہوں چنانچہ آخری شام جو ربوہ میں انہوں نے گزاری اس میں بھی حضور دفتر تشریف لے گئے۔ مغرب کے بعد افرادِ خاندان حضور سے ملنے کے لیے آئے ہوئے تھے۔ سب بہت دیر تک انتظار کرتے رہے لیکن اس دن حضور معمول کے مطابق اندر تشریف نہ لائے بلکہ دفتر میں ہی کام کرتے رہے۔ رات کا کھانا قریباً ۹ بجے کھاتے تھے۔ ۹ بھی بج گئے پر آپ نہ آئے۔ ۹ بجکر ۲۰ منٹ کے قریب آپ دفتر سے تشریف لائے۔ ہال میں انتظار میں بیٹھے ہوئے سب لوگوں سے ملے اور میرے ہاتھ میں چند پرچیاں تھما دیں۔ میں نے کمرے میں جا کر دیکھا تو وہ پچھلے کسی خطبہ کے نوٹس تھے۔ (میں نے ایک دن حضورؒ سے پوچھا تھا کہ میں آپ کے خطبوں کے پوائنٹس POINTS جو لکھے ہوتے ہیں جمع کر لیا کروں؟ فرمانے لگے ہاں۔ اور پھر میری اسی خواہش کا خیال کرتے ہوئے اپنے دفتر میں پڑے ہوئے پرانے نوٹس کی پرچیاں بھی مجھے لا کر دے دیں)

اسلام آباد جانے سے ۳، ۴ روز قبل (بروز بدھ) سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب (ایدہ اللہ تعالیٰ) نے ہماری شادی کی خوشی میں دعوت دی۔ شادی کی خوشی میں دی جانے والی افرادِ خاندان کی طرف سے دعوتوں میں سے یہ آخری دعوت تھی۔ (اور اس سے اگلے روز یعنی جمعرات کو دارالضیافت کی طرف سے ہماری دعوت تھی۔ اور یہ آخری دعوت تھی۔) کھانے پر بادام کی آئس کریم جو کہ غالباً حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ نے خود بنائی تھی، انتہائی لذیذ تھی۔ جسے حضورؒ نے بے حد ہی پسند فرمایا۔ بار بار تعریف فرماتے رہے۔ کھانے پر بھی اور کھانے کے بعد بھی۔ چنانچہ اس روز رات کو جب ہم نے اسلام آباد جانا تھا تو حضرت صاحبزادہ صاحب (ایدہ اللہ تعالیٰ) ویسی ہی آئس کریم کا تحفہ رات کے کھانے پر ان کے لیے لائے۔

کھانے کے بعد حضورؒ کمرے میں تشریف لائے۔ ڈاک کا بقیہ کام کیا۔ رات کے قریباً ۱۲ بج گئے۔ میں اپنی پیکنگ تو کر چکی تھی مگر حضور کے کپڑوں کی پیکنگ کرنی ابھی باقی تھی۔ میں انتظار میں تھی کہ حضورؒ اپنے کپڑوں کے متعلق بتا دیں کہ کون کون سے لے کر جانے ہیں تو پھر کر دوں۔ ڈاک ختم کرنے کے بعد حضورؒ نے ایک کتاب THE ARAB HORSE IN EUROPE لے لی اور مجھے اپنے پاس بٹھا کر اس کے خاص خاص حصے جس پر انہوں نے نشان لگائے ہوئے تھے دکھانے لگے۔ مختلف تصاویر وغیرہ جو کہ ان گھوڑوں کی خصوصیات ظاہر کرتی تھیں دکھاتے رہے میرے دل پر اس وقت پیکنگ کا اور صبح جلدی جانے کا بوجھ تھا۔ اس لیے میں نے کہا کہ اب بس کریں باقی کتاب پھر آ کر دیکھ لیں گے اب آپ اپنا بکس پیک کروا لیں۔ مگر حضورؒ میری بات سنی ان سنی کر کے مجھے کتاب دکھاتے رہے اور اس کے آخری صفحے تک ختم کیا پھر قریباً ڈیڑھ بجے ہم اس کام سے فارغ ہوئے اپنی دواؤں کی پیکنگ حضورؒ خود کیا کرتے تھے ان کے متعلق فرمانے لگے کہ یہ میں صبح اٹھ کر کروں گا۔ چنانچہ صبح میرے اٹھنے سے پہلے ہی انہوں نے اپنی تمام دوائیں پیک کر لی تھیں۔

اسلام آباد کو روانگی

ناشتہ اس روز حضورؒ نے ۷½ بجے کیا۔ (عام معمول میں نو بجے صبح ناشتہ فرماتے تھے) اور ۸½ بجے ہم اسلام آباد کے لیے روانہ ہو گئے۔ ان دنوں موسم شدید گرم تھا بچے بھی سب ساتھ تھے۔ حضورؒ کو عثمان کی زیادہ فکر تھی۔ رات کو فرمایا کہ عثمان کو ہم اپنی موٹر میں لے جائیں گے تاکہ وہ گرمی کی شدت سے بچا رہے۔ لیکن پھر بعد میں اس کی ضرورت نہ پڑی) اس دن خدا تعالیٰ نے اپنی خاص قدرت سے موسم انتہائی خوشگوار کر دیا۔ بادل اور ٹھنڈی ہوائیں چلنے لگیں۔ سارا راستہ خوب تیز بارش ہوتی رہی۔ راستہ میں تیز بارش کو دیکھتے ہوئے حضورؒ نے فرمایا کہ یہ بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے میری حفاظت کا سامان ہے۔ اس طرح سے شریر لوگوں کو گھر سے باہر نکلنے کا موقع نہیں ملتا۔ راستہ بھر حضورؒ خدا تعالیٰ کے فضلوں کے نظارے کرتے ہوئے درود شریف اور مختلف دعائیں پڑھتے رہے۔ راستے میں ہی باہر آسمان کی طرف اشارہ کر کے مجھ سے فرمایا دیکھو میرے سمسام قمقام میری حفاظت کے لیے میرے ساتھ ساتھ جا رہے ہیں۔ میں نے مڑ کر باہر کی طرف دیکھا مگر میرے پاس وہ آنکھ کہاں جو انہیں دیکھ سکتی۔ سوائے خوبصورت بادلوں کے اور کچھ نظر نہ آیا۔

محبت کے اس وسیع سمندر نے انسانوں کو تو اپنے پیار سے لبالب کیا ہی تھا، جانوروں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے بھی بے پناہ محبت کی، گھوڑوں سے بے انتہاء پیار تھا۔ اور اس کی وجہ صرف اپنی پیار کرنے والی طبیعت ہی نہ تھی، بلکہ اس لیے پیار کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھوڑوں سے پیار فرمایا تھا۔ حضورؒ کی پسندیدہ گھوڑیوں میں سے ایک نمودِ سحر تھی۔ اس سے خالص عرب بچہ جنم لینے کی غرض سے اسلام آباد جانے سے چند روز قبل اُسے کسی گاؤں میں بھجوایا تھا۔ اس رات کھانے کی میز پر فرمایا کہ میں اپنی گھوڑی کے لیے بہت اداس ہو رہا ہوں اور پھر اپنے آخری سفر میں بھی راستہ میں بھی اس کو یاد فرمایا اور مجھ سے کہنے لگے کہ میں اپنی گھوڑی کے لیے بہت اداس ہو رہا ہوں۔ حضورؒ نے اپنے تمام گھوڑے جماعت کو تحفہ دے دیئے تھے۔ ان کی وفات کے بعد اسی گھوڑی نے خالص عرب نسل کی بچھیری دی جو کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت خاکسار کو تحفتاً عنایت فرمائی۔ اس کی عمر اب قریباً سوا سال ہے اور اس کا نام میں نے غلبۂ حق کی اس صدی میں حق کی فتح کی علامت کے طور پر "فاتحہ" رکھا ہے اللہ داد صاحب (جو کہ گھوڑوں کی نگرانی کرتے ہیں) نے مجھے بتایا کہ حضورؒ نے نمودِ سحر کو باہر بھجوانے سے پہلے فرمایا تھا کہ میں نے دعا کی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے مجھے خالص عرب نسل کی ایک اور گھوڑی دے۔ چنانچہ اس کے بعد یہی بچھیری حضورؒ کی وفات کے بعد پیدا ہوئی۔

راستے میں ہم ہیڈ فقیریاں کے ریسٹ ہاؤس میں کچھ دیر کے لیے رکے اور پھر اپنے سفر پر روانہ ہو گئے۔ میں نے جیسا کہ شروع میں ذکر کیا تھا کہ اس سفر پر روانہ ہونے سے قبل حضورؒ چونکہ بہت زیادہ مصروف رہے۔ اس لیے اس کا اثر طبیعت پر بھی پڑا، اور راستہ میں مجھ سے فرمانے لگے کہ "آج میں پہلی بار سفر میں تھک گیا ہوں۔ دوپہر کا کھانا ہم نے جہلم میں محترم صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب کے ہاں کھایا۔ تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد اور شام کی چائے کے بعد اسلام آباد روانہ ہو گئے مغرب کی نماز راستے میں حضورؒ نے موڑ میں ہی ادا کی۔ گھر پہنچے تو مجھ سے فرمانے لگے کہ میں تو سمجھ رہا تھا کہ امی یہاں آئی ہوئی ہوں گی۔ پہنچتے ہی انہیں فون کروایا اس وقت اگرچہ مجھے چھوٹی چھوٹی باتوں کا زیادہ احساس نہ تھا لیکن اب غور کرتی ہوں تو سمجھ آتی ہے کہ کتنی گہرائی میں دوسروں کے جذبات کا خیال رکھتے تھے۔ انہیں اس بات کا شدت سے احساس تھا کہ ان کے کام وجہ سے مجھے اپنی امی سے ملنے کا کم وقت مل رہا ہے اس لیے پوری کوشش کر رہے تھے کہ میں انہیں جلد از جلد مل لوں۔ میرے بھائی مکرم کرنل ایاز صاحب سے بات ہوئی تو انہوں نے بتایا کہ امی کی طبیعت آج بہت زیادہ خراب ہو گئی ہے شاید صبح بھی سفر نہ کر سکیں حضور نے ان سے فرمایا کہ اچھا تھوڑی دیر اور دیکھ لو اگر وہ نہ آسکتی ہوں تو پھر یہ (یعنی میں) آجائیں گی، سوا سات بجے مجھے دوبارہ فون کر کے صورتِ حال بتا دینا حضورؒ کے بعد جب میں نے بات کی تو آخر پر یہی کہہ دیا کہ اچھا میں ہی آجاتی ہوں۔ امی نہ آئیں ویسے آپ دوبارہ فون بھی کر لیں۔ میں کمرے میں واپس آئی تو فرمایا کہ اچھا آپ نے جانے کا فیصلہ کر لیا۔ میں نے کہا نہیں میں نے یہ بھی کہا ہے کہ دوبارہ فون کر کے پوچھ بھی لیں فرمانے لگے "میرے کان بہت تیز ہیں" مجھے واقعی اس بات کی گھبراہٹ تھی کہ امی کی طبیعت ٹھیک نہیں، وہ کہاں آئیں گی۔ میں ہی چلی جاتی ہوں۔ چنانچہ جب دوبارہ فون آیا تو میں نے ہی جانے کا فیصلہ پکا کر لیا میرے بھائی جب مجھے لینے آئے تو حضورؒ کچھ دیر تک ان کے ساتھ تشریف فرما رہے امی کے لیے دوائیاں دیں۔ ایک CARBOVEG اور دوسری غالباً ACONIPUN تھی۔ چلنے سے پہلے میں نے پوچھا کہ واپس کب آؤں؟ فرمانے لگے "آج جتنی مرضی دیر بعد آنا۔ لیکن سونا گھر آکر" اور پھر سونے کے متعلق ایک لطیفہ بھی سنایا۔ میں نے کہا اچھا رات ساڑھے گیارہ بجے تک آجاؤں گی۔ رات جب میں واپس آئی تو حضورؒ اپنے پلنگ پر آنکھیں بند کیے لیٹے ہوئے تھے۔ میں سمجھی سو چکے ہیں (کیونکہ اس دن تھکاوٹ بہت تھی) اس لیے دبے پاؤں کمرے میں آئی۔ میری آہٹ سنتے ہی آنکھیں کھول دیں۔ میں نے کہا کہ میں تو سمجھی تھی کہ آپ سو رہے ہیں۔ فرمایا نہیں میں تمہارا انتظار کر رہا تھا اور پھر حسبِ معمول فرمایا۔ "رپورٹ" اور میں دوبارہ رات ڈیڑھ بجے تک اپنے گھر والوں سے کی ہوئی تمام باتیں دہراتی رہی۔ حضور کی عادت تھی کہ جب بھی میں کسی سے مل کر آتی یا کہیں باہر سے آتی فوراً فرماتے "رپورٹ" اور پھر مجھ سے ہر بات کی تفصیل پوچھتے۔ میں نے باتوں باتوں میں اپنی امی کو بتایا تھا کہ بچے حضورؒ کی بہت خدمت کرتے ہیں (اور یہ بات میں نے حقیقت میں بہت نوٹ کی تھی) اور پھر اس کی تفصیلات بتاتی رہی۔ حضورؒ نے جب میری یہ بات سنی تو ان کے چہرے پر عجیب سرور تھا اور پھر بعد میں کسی گھر والے سے بھی فرمانے لگے کہ "یہ کہتی ہیں کہ بچے میری بڑی خدمت کرتے ہیں"۔

اگلے دن میری امی سفر پر روانہ ہو گئیں۔ سارا دن بار بار حضورؒ ان کا ذکر کرتے رہے اور جب تک ان کے بخیریت پہنچنے کی اطلاع نہ آئی تب تک فکر کرتے رہے ان کی بیماری کی وجہ سے مجھے بھی کچھ گھبراہٹ تھی۔ (ویسے حضور کو خیال کرتے دیکھ کر میری گھبراہٹ ختم ہو گئی تھی) میں نے کہا۔ آپ دعا کریں۔ فرمانے لگے "وہ تو میں کر ہی رہا ہوں"۔

۲۴ اور ۲۵ کے دن معمول کے مطابق گزر گئے۔ بیت البشارت سپین کے افتتاح کے سلسلے میں کیے جانے والے سفر کے سلسلے میں ویزوں وغیرہ کا کام شروع ہو چکا تھا۔

بیماری کا آغاز

اسلام آباد میں حضورؒ کا یہ معمول تھا کہ مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کروا کر پڑھاتے تھے۔ ۲۶ مئی کی شام کو بھی نماز پڑھانے کے لیے حضورؒ نیچے تشریف لے گئے۔ تھوڑی دیر بعد کسی کام سے کمرے سے باہر جانے لگا اور دروازہ کھولا تو عین اسی وقت حضورؒ کو اپنے سامنے پایا۔ ایک دم انہیں غیر متوقع طور پر سامنے پا کر میں ایک لمحے کے لیے ڈری کیونکہ حضورؒ معمول سے ذرا جلد واپس تشریف لے آئے تھے۔ میں نے کہا کہ آپ نے تو مجھے ڈرا ہی دیا۔ لیکن جب میں نے حضورؒ کا چہرہ دیکھا تو وہ بدلا ہوا تھا اور اس پر تکلیف کو سختی سے جذب کرنے والے تاثرات تھے۔ کمرے میں داخل ہوتے ہوئے ذرا گھبراہٹ سے مجھے فرمایا کہ نماز پڑھاتے پڑھاتے میری طبیعت اچانک خراب ہو گئی۔ میری ٹانگیں بری طرح کانپنے لگیں۔ آخری رکعت میں نے بیٹھ کر صرف اپنی (قوتِ ارادی) WILL POWER کے ذریعہ ادا کی اور اب اوپر بھی صرف قوتِ ارادی سے ہی سیڑھیاں چڑھ کر آیا ہوں میں نے پگڑی اور سوٹی پکڑ کر رکھ لی اور اچکن اتروا کر اُن سے کہا کہ آپ فوراً لیٹ جائیں پھر میں نے پوچھا کہ آپ کا بلڈ پریشر چیک کر لوں۔ فرمانے لگے ہاں! بازو پسینے سے شرابور تھے اور قمیض اس سے بالکل تر تھی۔ بلڈ پریشر اس وقت معمول سے بہت زیادہ تھا۔ غالباً ۱۹۰/۱۲۰ تھا۔ عام طور پر حضورؒ کا ۱۲۰/۷۰ ہوتا تھا اور نبض کی رفتار تیز تھی۔ ڈاکٹر نوری آئے تو انہوں نے ای سی جی لینا چاہا۔ پہلے تو آپ نے انکار کر دیا۔ فرمانے لگے مجھے پتہ ہے میرا دل بالکل صحیح ہے۔ دراصل میں نے دیکھا تھا کہ حضورؒ کی طبیعت یہ بات قبول کرنے کے لیے بالکل تیار نہ تھی کہ ان کے دل کو کوئی تکلیف ہے۔ یہی وجہ تھی کہ جب انہیں دل کی تکلیف ہوئی تو میرا دل بالکل نہیں چاہ رہا تھا کہ میں حضور کو یہ بتا دوں میرا خیال تھا کہ آپ یہ برداشت نہ کر سکیں گے، مگر میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب آپ کو ڈاکٹر نے صاف صاف سب کچھ بتا دیا تو آپ نے کس کمال حوصلے کے ساتھ بغیر کسی گھبراہٹ کا اظہار کیے اسے قبول کر لیا۔ چنانچہ اس دن پہلے تو آپ نے ای سی جی کروانے میں تامل کیا لیکن پھر فرمانے لگے اچھا تم لوگ چاہتے ہو تو کروا لیتا ہوں تاکہ تم اپنا شک دور کر لو۔ چنانچہ ڈاکٹر نوری صاحب نے ای سی جی لیا لیکن اس پر کوئی خاص بات نظر نہ آئی۔ کچھ دیر آرام کرنے سے اور کھانا کھانے کے بعد جو کہ اس وقت حضور نے اپنے کمرے میں ہی کھایا۔ طبیعت میں بہتری محسوس کی۔ اس روز دوپہر کا کھانا حضور نے معمول سے کم کھایا تھا اور شام کی چائے پر SNACKS بھی کم لئے تھے، اس لئے یہی سمجھے کہ خون میں شکر کا یوں کم ہونے کی وجہ سے ایسا ہوا۔ اگلے تین چار روز میں حضور کی طبیعت پوری طرح سے ٹھیک نہ ہوئی اور مجھ سے فرمانے لگے کہ میں محسوس کر رہا ہوں کہ میری طبیعت ٹھیک نہیں ہو رہی اسی لئے اس شام (۲۶ مئی) کے بعد حضور نیچے نماز پڑھانے بھی نہ جا سکے۔ اس دوران حضور کو ہلکا ہلکا بخار بھی ہوتا رہا اور کھانسی کی تکلیف بھی رہی۔ غالباً حضور کو دل کا حملہ ۲۶ مئی کی شام کو ہی ہوا تھا۔ لیکن فوری طور پر ای سی جی میں علامت نظر نہ آنے کی وجہ سے پہلے اس کا علم نہ ہوا (بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ای سی جی میں فوری طور پر تبدیلی رونما نہیں ہوتی اس لئے بار بار ای سی جی کرنے کی ضرورت ہوتی ہے) اسلام آباد جانے سے قبل بھی حضور کو کبھی کبھی سینے میں جلن محسوس ہوتی تھی جسے وہ معدے کی تکلیف سمجھتے رہے۔ اور اسلام آباد جانے کے بعد ان دنوں میں بھی یہ تکلیف ہو رہی تھی اس کے لئے انہوں نے ڈاکٹر نوری صاحب سے کہہ کر SODA MINT کی گولیاں بھی منگوا لیں۔ میں نے کہا کہ اب تو اسے پسند نہیں کیا جاتا۔ کیونکہ اس کا زیادہ استعمال بھی معدے کے لئے نقصان دہ ہے۔ فرمانے لگے جتنی مقدار میں استعمال کرتا ہوں اتنی میں نہیں ہے دراصل یہ دل کی درد (ISCHAEMIC PAIN) ہی تھی جسے حضور نے معدے کی تکلیف خیال فرمایا۔

ہفتے کے روز یعنی ۲۹ مئی کو ہمارا بنھیا گلی جانے کا پروگرام تھا۔ جمعہ کو شام کی چائے کے بعد مجھ سے فرمانے لگے کہ میں اپنی طبیعت ٹھیک محسوس نہیں کر رہا۔ میں نے کہا کہ صبح نہیں جاتے ہم پھر چلے جائیں گے۔ فوراً ہی فرمایا! ہاں ٹھیک ہے ایاز کو فون کر دو۔" اور چہرے پر اطمینان اور سکون کے تاثرات تھے۔ دراصل یہ پروگرام ہمارے اسلام آباد کے پچھلے دورے سے ہی ملتوی چلا آ رہا تھا اس لئے حضور اپنی طبیعت اچھی محسوس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہ کرنے کے باوجود خود سے شاید اسے کینسل نہ کرنا چاہتے تھے۔ لیکن جب میں نے آپ کی طبیعت کا سنتے ہی فوراً خود ہی کہہ دیا تو آپ کو اطمینان ہوگیا اس دوران یعنی ہفتہ اور اتوار کو اگرچہ حضور کو ہلکی ہلکی کھانسی رہی لیکن آپ کھانا میز پر تشریف لا کر کھاتے رہے اور شام کے وقت بھی لاؤنج میں حسب معمول تشریف فرما ہوتے رہے اور کسی کو بھی محسوس نہ ہونے دیا کہ آپ کو کوئی تکلیف ہے۔ صبح کے وقت دفتر بھی حسب معمول جاتے رہے۔ ۳۰ مئی بروز اتوار بھی صبح آپ دفتر گئے اور دوپہر کو حسب معمول ہشاش بشاش واپس کمرے میں تشریف لائے۔ البتہ شام کے وقت ان کا چہرہ بہت سرخ تھا۔ میرے بھائی بھی اس شام ملنے آئے۔ کافی دیر تک ان سے بھی باتیں کرتے رہے۔ واپس کمرے میں آئے تو فرمایا کہ "آج میری طبیعت بہت اداس ہے"

دل کا دورہ

۳۱ مئی بروز پیر۔ اس صبح میری آنکھ جلد کھل گئی۔ حضور کو کھانسی کافی زیادہ آ رہی تھی۔ میں نے ہاتھ لگا کر دیکھا تو ہلکا ہلکا بخار بھی تھا۔ میں نے کہا کہ آپ کا گلا خراب ہے۔ آج ڈاکٹر کو ضرور دکھائیں فرمایا "آپ اپنی تشخیص رہنے دیں اور چپ کر کے سو جائیں۔" مجھے نیند نہیں آ رہی تھی۔ کچھ خط لکھنے والے تھے۔ وہ لکھتی رہی۔ پھر صبح ناشتے کا وقت ہوا تو آپ کھانے کی میز پر ہی ناشتہ کرنے کے لئے گئے اور معمول کے مطابق ناشتہ کیا۔ سب سے باتیں بھی کرتے رہے۔ ناشتے کے بعد کمرے میں واپس آئے۔ الفضل اور کچھ اور خطوط دیکھے۔ تھوڑی دیر کے لئے لیٹ گئے۔ تھکاوٹ محسوس کر رہے تھے۔ میں نے جو خط اپنے بہن بھائیوں کو لکھے ہوئے تھے وہ سنائے۔ ان کی صحت کے متعلق میں نے اپنے بھائی ڈاکٹر حمید کو لکھا تھا کہ ان کی طبیعت شوگر لیول زیادہ گر جانے کی وجہ سے خراب ہوگئی تھی فرمایا "زیادہ" کا لفظ کاٹ دو۔ اس سے غلطی کا امکان ہے۔ پھر فرمانے لگے کہ اچھا میں دفتر جانے کے لئے تیار ہو جاؤں۔ چنانچہ آپ غسل خانے میں تشریف لے گئے تھوڑی ہی دیر بعد [illegible] نے گھبرائی ہوئی آواز میں مجھے بلایا۔ میں غسل خانے کی طرف جلدی سے گئی۔ آپ کمرے میں آگئے اپنے سلیپر بھی نہ پہنے اور مجھ سے فرمانے لگے کہ مجھ سے سانس نہیں لیا جا رہا۔ سینے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ یوں لگتا ہے سانس یہاں تک آتا ہے اور آگے نہیں جاتا۔ میں نے انہیں جلدی سے بستر پر لیٹنے کو کہا۔ تھوڑی دیر لیٹ کر آپ نے فرمایا کہ میرا سینہ سٹیتھوسکوپ سے دیکھو۔ جب میں نے انہیں AUSCULTATE کیا تو سینے کا تقریباً ۲/۳ حصہ WET تھا میں جلدی سے باہر گئی اور ڈاکٹر نوری صاحب کو بلوانے کے لئے کہا۔ اس وقت آپ کو سانس لینے میں سخت دقت تھی اور بات بھی بمشکل کر رہے تھے۔ حضور کی طبیعت اس وقت بہت ناساز تھی۔ آپ دل ڈوبنے کی کیفیت سے دوچار تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے ای سی جی کرنے کے بعد آپ کے دل کی حرکت جاری رہنے کا علاج شروع کر دیا۔ اس وقت میرے دل پر کیا گذر رہی تھی یہ سب میرے بیان سے باہر ہے۔ آرام کی غرض سے آپ کو سکون آور ادویہ دینا بھی ضروری تھا۔ اس لئے آپ کو پیتھیڈین PATHEDINE کا ٹیکہ لگایا گیا۔ کتنی بے بسی کی وہ حالت تھی جب میرا دل ایک لمحہ کے لئے بھی نہیں چاہ رہا تھا کہ آپ آنکھیں بند کریں۔ لیکن مجبوراً آپ کو نیند کے لئے دوائی دینی پڑ رہی تھی حضور کے سامنے میں اپنی پوری کوشش کر رہی تھی کہ آنسو آنکھوں میں نہ آئیں لیکن جب زیادہ ہی بے بس ہو جاتی تو فوراً آنکھیں دھونے کے لئے غسل خانے میں چلی جاتی۔ اور وہاں جا کر کئی بار ایسا ہوا کہ دل غم سے بالکل پھٹ گیا۔ کمرے میں تو زیادہ آواز نہ آتی تھی لیکن ہمارے غسلخانے میں ساتھ والی مسجد کے مولوی کے بولنے کی آواز مسلسل آتی تھی۔ آگے پیچھے تو کبھی میں نے اس کی پرواہ ہی نہ کی تھی لیکن اس روز دل کی ایسی کیفیت تھی کہ اس کے ایک ایک لفظ سے میرا دل پھٹ رہا تھا۔ وہ مسلسل حضور کے متعلق اپنے دل کی بھڑاس نکال رہا تھا۔

اسی شام حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب (ایدہ اللہ تعالیٰ) بھی اتفاق سے اپنے ویزوں کے سلسلہ میں اسلام آباد تشریف لائے۔ رات کو وہ حضور سے ملنے کے لئے کمرے میں بھی تشریف لائے۔ اور چند منٹ حضور نے ان سے باتیں کیں۔ حضرت صاحبزادہ صاحب (ایدہ اللہ تعالیٰ) کا پھر حضور کی وفات تک وہیں قیام رہا۔ شام کو حضور نے فرمایا! "میری صحت کے متعلق الفضل میں ایک بلیٹن شائع کروا دو۔ جماعت کو صحیح صورت حال سے آگاہ کر دو لیکن مبالغہ نہ ہو۔ اتنا پیار کرنے والی میری جماعت ہے۔"

رات بھر حضور کی طبیعت بہت ناساز رہی۔ چونکہ پیشاب آور دوا بھی دی ہوئی تھی اس لئے بار بار پیشاب آنے اور کھانسی آنے سے حضور کی آنکھ کھلتی رہی۔

اگلے روز شام کو کراچی سے دل کے امراض کے ماہر جنرل شوکت صادق تشریف لائے ان کے ساتھ راولپنڈی کے ہی ایک اور ڈاکٹر اور ڈاکٹر نوری بھی تھے۔ اگرچہ اس وقت بھی حضور کو بات کرنے میں بہت دشواری تھی لیکن آپ پورے حوصلے اور قوت کے ساتھ کوشش کر کے ان سے بات چیت کرتے رہے اور اپنی کیفیت انہیں بتائی۔ باتوں کے دوران آپ نے ان سے فرمایا کہ آپ تدبیر کو انتہا تک پہنچائیں اور ہم دعا کو۔ آگے پھر خدا کی مرضی۔ شروع کے تین چار دن تو طبیعت حد سے زیادہ ناساز تھی اور زیادہ تر وقت نیند آور دوا کا اثر رہتا تھا۔ حضور کو اس حالت میں دیکھ کر میری بے چینی بڑھتی جاتی تھی اگرچہ میں اس وقت ان کی طبیعت پر معمولی سا بوجھ بھی نہ ڈالنا چاہتی تھی، لیکن اپنے دل سے مجبور ہو کر میں نے ان سے کہا کہ آپ خود اپنے لئے دعا کریں۔ جواباً آپ نے مجھ سے فرمایا! "مجھے یہ دنیا بھی بڑی پیاری لگتی ہے۔" اس وقت تو میں اس فقرے کا مفہوم پوری طرح سے نہ سمجھ سکی لیکن بات بالکل واضح تھی کہ حضور کو اپنی وفات کا علم ہو چکا تھا۔ جنرل شوکت صاحب سے حضور کے پرانے دوستانہ مراسم بھی تھے حضور ان سے مل کر خوش بھی ہوئے حضور نے مجھے یہ بتایا تھا کہ غالباً ۱۹۶۷ء میں جب حضور بیمار ہوئے تھے تب بھی انہوں نے ہی آپ کا علاج کیا تھا۔ آپ کو شوگر کی تکلیف اس وقت شروع ہوئی تھی۔

جنرل شوکت صاحب نے حضور کو CATHETERISE کرنے کا مشورہ بھی دیا۔ کیونکہ حضور کو پیشاب آور دوا دی جا رہی تھی۔ جنرل محمود الحسن صاحب نے حضور کو CATHETERISE کیا اور اس دوران ایک معمولی سا آپریشن نما عمل (MEATOMY) بھی کیا۔ چند سال قبل حضور کو پیشاب میں رکاوٹ کی تکلیف ہو چکی تھی۔ اس سلسلہ میں انگلستان میں حضور نے مکمل ٹیسٹ وغیرہ کروائے تھے حضور نے مجھے بتایا کہ ڈاکٹرز کا خیال تھا کہ شاید پراسٹیٹ گلینڈ بڑھنے کی وجہ سے رکاوٹ ہے۔ چنانچہ تشخیص کے دوران ایک ٹیسٹ (IVP) بھی کیا گیا۔ بعض اوقات اس کے ٹیکے سے ری ایکشن بھی ہو جاتا ہے۔ حضور فرمانے لگے کہ مجھے بھی ری ایکشن ہو گیا تھا اس کے علاج کے لئے ٹیکہ لگانے لگے لیکن میں نے منع کر دیا اور پھر صرف اپنی قوت ارادی سے اپنی حالت پر قابو پایا۔ چنانچہ تشخیص سے پراسٹیٹ گلینڈ نارمل ثابت ہوا اس لئے آپریشن کی ضرورت نہ سمجھی گئی۔

حضور کو چونکہ نیند آور دوا دی ہوئی تھی اس لئے بعد میں آپ مجھ سے پوچھنے لگے کہ انہوں نے کیا کیا ہے۔ میں نے بتایا۔ فرمایا! مجھ سے پوچھے بغیر کیوں کیا؟ اور کچھ ناراض بھی ہوئے۔ پھر فرمانے لگے۔ "اب یہ معاملہ خدا نے اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔" حضور کو خیال گذرا کہ کہیں میرا پراسٹیٹ کا آپریشن تو نہیں کیا۔ مجھ سے پوچھا میں نے عرض کیا کہ وہ آپریشن کوئی مذاق تھوڑا ہے جو یوں بیٹھے بیٹھے ہو جائے۔ کچھ بھی نہیں ہوا۔ اس پر حضور کو تسلی ہو گئی۔

اللہ تعالیٰ سے باتیں

بیماری کے شروع کے ۳، ۴ دن طبیعت زیادہ ناساز تھی۔ نیند آور دوا دی ہوئی تھی لیکن میں نے دیکھا کہ جب آپ بظاہر سو بھی رہے ہوتے تو آپ کے ہونٹ اس طرح سے ہلتے تھے جیسے باتیں کر رہے ہوں۔ کبھی کبھی کوئی فقرہ یا لفظ اونچی آواز میں بھی کہہ دیتے۔ مجھے یہ دیکھ کر بہت گھبراہٹ ہوتی کہ آپ آرام نہیں کر رہے اور غنودگی کی حالت میں بھی کاموں کا بوجھ لے رہے ہیں۔ آپ نے آخری روز دوپہر کو مجھ سے انہی شروع کے چار دنوں کے متعلق بتایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے بہت باتیں کیں .....

زیر استعمال ادویہ

پہلے دن آپ کو DIGOXIN، LASIX اور PETHEDINE دی گئیں۔ تیسرے یا چوتھے روز LASIX ایک دن کے لئے بند کی گئی تو آپ کی سانس کی تکلیف دوبارہ بڑھ گئی۔ چنانچہ LASIX دوبارہ شروع کر دی گئی۔ ANTIBIOTICS میں سے پہلے AMPICLOX 500 mg دی جاتی رہی اور پھر بعد میں (NEGRAM) بھی دی گئی۔ خون میں شکر ایک دم بہت زیادہ ہو گئی۔ پہلے دن کی رپورٹ کے مطابق غالباً 400 mg % سے بھی زیادہ تھی۔ اس لئے INSULIN بھی دی جاتی رہی۔ نیند کے لئے بعد میں VALIUM 5 دیتے رہے۔ ATIVAN بھی دی گئی۔ برطانیہ سے آئے ہوئے ڈاکٹر صاحب نے HEPARINE (خون پتلا کرنے والی دوائی) بھی شروع کروا دی۔ حضور کی عادت تھی کہ کبھی کوئی دوائی اسی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وقت تک استعمال نہ فرماتے جب تک کہ اُس کے متعلق پوری معلومات حاصل نہ کر لیں۔ اس علالت میں آپ اتنی تفصیل سے تو نہیں جان سکتے تھے لیکن پھر بھی کوشش فرماتے کہ انہیں ہر بات کا علم ہو۔ چنانچہ مجھ سے HEPARINE کے متعلق بھی پوچھا کہ یہ کس لئے استعمال کرتے ہیں۔ اس طرح ڈاکٹر شاہد صاحب جو کہ امریکہ سے تشریف لائے تھے، انہوں نے بھی دل کا دورانِ خون بہتر کرنے کے لئے ایک دوا استعمال کرائی تو آپ نے فرمایا کہ یہ پہلا موقع ہے کہ میں نے کوئی دوائی بغیر اسکے متعلق علم حاصل کئے استعمال کی ہے۔

ایک عجیب واقعہ

دوائیوں کے ضمن میں ایک رات عجیب واقعہ ہوا۔ غالباً یہ آپ کی علالت کی دوسری یا تیسری رات تھی۔ رات سے وقت آپ کو دوائی دینی تھی۔ میں نے آپ کے لئے گولی (DIGOXIN) پتے سے نکالی اور آپ کو دینے لگی تو آپ نے فرمایا کہ گولی دینے سے پہلے ایک بار پھر چیک کیا کرو کہ صحیح دوا ہی ہے اور پھر فرمایا کہ اب بھی دوبارہ دیکھو۔ اُس وقت اگرچہ مجھے پورا یقین تھا کہ میں نے صحیح دوا ہی نکالی ہے لیکن چونکہ میری یہ عادت تھی کہ میں حضورؒ کی ہر بات بلا چون و چرا مان لیتی تھی۔ خواہ میری عقل میں آئے یا نہ آئے۔ چنانچہ میں نے پھر دوبارہ چیک کیا تو واقعی میں نے دوسری دوا (LASIX) لے لی ہوئی تھی۔ میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ الٰہی تصرف تھا کہ حضورؒ کو خبر ہو گئی یا پھر وہی بات کہ امام ہمام کا ہر حکم اور ہر بات خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی ہوتی ہے خواہ وہ دیکھنے میں کتنی ہی معمولی نظر کیوں نہ آئے۔

عام دنوں میں مختلف دوائیاں حضور بطور FOOD SUPPLEMENTS کے لیا کرتے تھے۔ صبح ناشتے کے وقت سویا لیسی تھین ۲۰۰ ملی گرام۔ بی کمپلیکس وٹامن ای ۴۰۰ ملی گرام اور کیلشیم کے لئے BONE MEAL ایک گولی وٹامن ای ۲۰۰ ملی گرام لیتے تھے۔

دوپہر کے کھانے کے ساتھ زنک Zn سویا لیسی تھین اور GONT کے لیے ایک ایک گولی لیا کرتے تھے۔ رات کے وقت بھی صبح ناشتے والی دوائیں ماسوائے بی کمپلیکس کے بعد وٹامن ای چار سو ملی گرام کی بجائے ۲۰۰ ملی گرام کا کیپسول لیا کرتے تھے۔ اس علالت کے دوران یہ سب دوائیں بند کر دی گئیں۔ کمرے میں آپ کے پلنگ کے قریب یہ رکھی ہوئی تھیں۔ مجھ سے فرمایا کہ انہیں سنبھال کر دوسری جگہ رکھ دو۔ کچھ دیر بعد سو کر اٹھے تو مجھ سے پوچھا کہ دوائیں سنبھال لی ہیں۔ میں نے کہا جی! پھر فرمایا کہ میرے دماغ کی بھی عجیب حالت ہے ابھی میں منصورہ بیگم نور اللہ مرقدہ کو کہہ رہا تھا کہ وہ دوائیں سمیٹ لیں۔

عام دنوں میں بھی حضورؒ انتہائی احتیاط پسند تھے۔ اس بیماری میں بھی آپ ہر پہلو سے احتیاط کے تقاضے پورے فرماتے رہے۔ وفات سے غالباً دو روز پہلے کی بات ہے۔ AMPICLOX 500mg آپ کو ہر چھ گھنٹے بعد دی جاتی تھی۔ اُس دن یا اُس سے اگلے دن اسے بھی بند کر دیا گیا۔ کیونکہ ضرورت نہ تھی۔ اس لئے میں بھی کچھ آرام طلب ہو گئی۔ اس کا کیپسول انہیں سات بجے اور ایک بجے دیا کرتی تھی۔ اس رات میں شام سات بجے دینا بھول گئی۔ رات کے تقریباً ۹ بجے یاد آیا تو میں نے اس وقت دینا چاہا۔ فرمایا! کہ اب یہ لیٹ ہو گیا ہے جلو نورؒ یا مبشر سے پوچھو کہ اب یہ کھاؤں یا نہ کھاؤں۔ میں ... فوراً پوچھنے کے لئے گئی اور انہوں نے بھی یہی کہا کہ وہاں کوئی حرج نہیں دے دیں۔ اپنی عادت اور بلا تامل اطاعت کے مطابق میں فوراً پوچھنے کے لئے چلی گئی۔ پھر واپس آکر مجھے کچھ کچھ غصہ آنا شروع ہو گیا، کہ انہوں نے میری بات کیوں نہیں مانی چنانچہ میں نے ان سے کہا کہ مجھے اچھا نہیں لگتا جب آپ مجھ پر عدم اعتماد کا اظہار کرتے ہیں۔ فرمایا! کیا نہ کروں؟ میں نے یہ یاد دلانے کے لئے کہ میں نے ناظمہ جناح میڈیکل کالج میں چھ سال تعلیم حاصل کر کے ایم بی بی ایس کی ڈگری حاصل کی ہوئی ہے کہا۔ میں نے چھ سال کھجک تو نہیں ماری، فرمانے لگے "میں آپ کو لڑنے کے لئے تو نہیں لایا"۔ میں بالکل خاموش ہو گئی۔ فوراً ہی مسکراتے ہوئے فرمانے لگے، چھ سال تک کیا نہیں کیا تم نے؟ مجھ سے لئے نہیں کھائے" اور پھر آخری روز تک بار بار مجھے مذاق سے فرماتے رہے کہ تم نے چھ سال تک مجھ سے لئے نہیں کھائے۔

ڈاکٹری ہدایات پر مکمل عمل

ایک بات جو میں نے خاص طور پر دیکھی وہ یہ تھی کہ حضورؒ علاج کے سلسلہ میں ڈاکٹری ہدایات پر مکمل طور پر عمل فرماتے تھے۔ اور ایک ذرہ بھی علاج یا پرہیز میں کوتاہی نہ ہونے دیتے۔ غذا کے سلسلہ میں بھی انتہائی احتیاط برتتے۔ شوگر زیادہ ہونے کی وجہ سے ہر قسم کی میٹھی اشیاء سے پرہیز تھا۔

دل کے دورے کی وجہ سے نمک کا پرہیز تھا۔ گوشت میں صرف مچھلی اور WHITE MEAT کی اجازت تھی۔ اس لئے ان دنوں ایسی غذا دینا جو کہ غذائی ضروریات کو بھی پورا کرتی ہو اور پرہیز کے تقاضوں کو بھی، انتہائی مشکل امر تھا۔ دوسرا طبیعت کی کمزوری اور نقاہت کی وجہ سے بھی حضورؒ کی غذا ان دنوں بالکل ہی کم ہو گئی تھی۔ (FOOD AND NUTRITION)۔ خوراک اور اغذیہ کے بارہ میں حضورؒ کا علم بہت تھا۔ حضورؒ بیماری کے دوران اپنی غذا کے متعلق پوری تفصیل سے ڈاکٹری ہدایات حاصل کرنا چاہتے تھے۔ اور پھر اس پر عمل۔ چنانچہ ڈاکٹر جینکنز سے اس سلسلہ میں جب حضورؒ نے بات چیت شروع کی تو انہوں نے فوراً ہی اس ضمن میں اپنے علم کی کمی کا اعتراف کیا۔ بعد میں حضورؒ اس بات سے محظوظ ہوتے رہے۔

حضورؒ CHICKEN BROTH بالکل ہلکے نمک اور سیاہ مرچ کے ساتھ اور ڈبل روٹی کے ایک یا دو ٹکڑے ساتھ لیتے۔ وہ بھی پوری طرح نہ کھا سکتے دوسرا آپ کو یخنیاں اور سوپ بالکل پسند نہ تھے۔ (ایک مرتبہ مجھے بتایا کہ مجھے صرف ٹماٹر کا سوپ پسند ہے) چنانچہ اس سے بھی طبیعت جلد اکتا گئی۔

پودینے کی چٹنی بغیر نمک اور مرچ کے کبھی کبھی سوپ میں ملا کر پیتے تاکہ ذائقہ کچھ بہتر ہو۔ مچھلی بھی پسند تھی، غذا ان دنوں حد سے زیادہ کم ہو گئی تھی۔ طبیعت کچھ بہتر ہوئی تو فرمانے لگے مجھے اپنے کھانے کے متعلق خود ہدایات دینی ہوں گی۔ اور نئی ضروریات کے مطابق خود کھانے کی تفصیل بتانی پڑے گی۔ صبح ناشتے پر دو انڈے (ابلے ہوئے) اور دو ٹوسٹ لیتے تھے۔ لیکن کمزوری کے باعث وہ بھی پوری طرح سے کھا نہ سکتے تھے۔ جوس میں سے حضورؒ کو سیب، سنگترہ اور گریپ فروٹ کے جوس پسند تھے۔ لیکن ان دنوں سنگترہ کے جوس سے گلے میں خراش محسوس کی اس لئے زیادہ سیب کا جوس ہی استعمال فرماتے رہے۔

شروع میں تو بدلے ہوئے معمول کے مطابق آپ کو کھانا پسند نہ آتا۔ لیکن آخری رات کا کھانا آپ نے بہت پسند فرمایا۔ اس رات کھانے میں مچھلی، BEANS، ابلی ہوئی مکئی کے دانے اور ترکاری، سوپ کے علاوہ تھے۔ حضورؒ کھانے کی ظاہری شکل میں بھی خوبصورتی کو پسند فرماتے۔ چنانچہ اس رات جب کمرے میں کھانے کی ٹرالی آئی تو آپ اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر مسکراتے ہوئے فرمایا "ٹھہرو پہلے مجھے اسے ENJOY کرنے دو۔ جب سے حضورؒ بیمار ہوئے تھے میرا معمول یہ تھا کہ پہلے حضور کو کھانا کھلاتی۔ پھر فارغ ہو کر خود کھاتی ویسے بھی میں دوسرا کھانا کھاتی تھی۔ اس رات جو کہ آخری کھانا حضورؒ نے کھایا، آپ مجھ سے فرمانے لگے "آج تم بھی میرے ساتھ کھاؤ" اور پھر ڈھونڈ ڈھونڈ کر مجھے ایسی چیزیں کھانے کے لئے کہیں جو وہ سمجھ رہے تھے کہ مجھے اچھی لگیں گی۔ اور یوں آخری کھانا ہم نے اکٹھے کھایا۔ چونکہ سب کو حضورؒ کے کھانے کی بھی بہت فکر رہتی تھی کہ پسند آیا یا نہیں۔ چنانچہ میں کمرے سے باہر گئی تو میاں انس صاحب نے مجھ سے پوچھا کہ "ابا نے کھانا ٹھیک طرح سے کھایا؟" میں نے کہا ہاں آج بہت پسند آیا۔ اور ابلی ہوئی مکئی کے دانے تو بہت اچھے تھے۔ کمرے میں واپس آکر میں نے انہیں بتایا کہ میاں انس آپ کے کھانے کا پوچھ رہے تھے اور اپنا جواب بھی خوش ہو کر فرمانے لگے "یہ نہیں بتایا کہ میں نے BEANS بھی کھائی تھیں"۔

پھلوں میں سے چیری کے کھانے کی ڈاکٹروں نے اجازت دی تھی۔ چنانچہ آخری روز دونوں کھانوں پر حضورؒ نے چیری بھی کھائی۔ اس کے علاوہ بھاپ میں دم دے کر نرم کیا ہوا سیب بھی دوران علالت استعمال فرماتے رہے۔ کمزوری اتنی زیادہ تھی کہ تھوڑا سا کھانا کھانے سے ہی سخت تھکاوٹ ہو جاتی تھی اور آپ فرماتے کہ بس مجھے واپس لٹا دو۔ لیکن بیماری کے دوران شدید کمزوری کے باوجود آپ اپنے ہاتھ سے ہی کھانا کھانا پسند فرماتے بعض دفعہ آپ کا ہاتھ نقاہت سے کانپ رہا ہوتا تھا۔ (جاری ہے)

پیارے اطفال بھائیو اور بہنو!

زیادہ سے زیادہ تعداد میں خود بھی مقالے میں شریک ہوں اور دوسروں کو بھی اس نیک کام کی تحریک کریں۔ مقالہ مرکز میں پہنچانے کی آخری تاریخ یکم جولائی ہے۔ مقررہ تاریخ کے بعد مرکز میں پہنچنے والے مقالے مقابلہ میں شامل نہ ہو سکیں گے۔

(سیکرٹری اشاعت اطفال الاحمدیہ مرکزیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(بقیہ اداریہ صفحہ ۲)

اور ملکی و قومی دعاؤں کے علاوہ اپنے عزیز بھائیوں کی مشکلات و مصائب دور ہونے اور ارض فلسطین کی آزادی کے لئے بھی خاص درد و کرب سے دعائیں کر رہے ہوں گے اس لئے کہ حضور ان خصوصی دعاؤں کی طرف اپنے خطبات میں بار بار توجہ دلاتے رہے ہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم ان درد مندانہ دعاؤں اور اپنی گریہ و زاری سے ایک شور مچا دیں اور اپنی وہی حالت بنا لیں جس کا سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اپنے رحمٰن و رحیم خدا کو مخاطب کر کے اپنے اس شعر میں ذکر کیا ہے ؎

شور کیسا ہے ترے کوچہ میں لے جلدی خبر
خون نہ ہو جائے کسی دیوانہ مجنوں وار کا

دعائے مغفرت

نہایت افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی نہایت مخلص و خدائی اور دیرینہ خادمہ محترمہ آپا سلیمہ بیگم صاحبہ زوجہ سیٹھ محبوب علی صاحب مرحوم بتاریخ ۲۸ مئی ۱۹۸۴ء کی صبح پانچ بجے کراچی میں انتقال فرما گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ سیٹھ محمد غوث صاحب مرحوم آف حیدر آباد دکن کی صاحبزادی تھیں گذشتہ چند سالوں سے طویل اور صبر آزما بیماری میں گذرا بالآخر اس دار فانی سے رخصت ہو گئیں۔ آپ جماعت احمدیہ حیدر آباد دکن و کراچی میں ابتدا سے ہی ایک خادمہ کی حیثیت سے جماعت کی خدمت بجا لاتی رہیں اور مختلف جماعتی عہدوں پر فائز رہیں۔ آپ نے انتہائی محنت اور لگن کے ساتھ جماعت کی خدمت کی۔ آپ کو جماعت اور قدرت ثانیہ سے حد درجہ عشق تھا۔

مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ کی میت اسی دن ربوہ لائی گئی جس کے ساتھ ان خاندان کے بیشتر افراد ربوہ تشریف لائے۔ بعد از نماز عشاء مکرم صوفی غلام محمد صاحب ناظر اعلیٰ ثانی نے نماز جنازہ پڑھائی بعدہ بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ تدفین کے بعد مکرم میاں عبدالرحیم احمد صاحب وکیل الدیوان نے دعا کروائی۔

احباب سے درخواست ہے کہ دعا کریں اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے فضل سے اپنے قرب خاص میں جگہ دے اور جنت الفردوس میں آپ کے درجات بڑھاتا چلا جائے۔ اور ان کے جملہ لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین!

اس موقعہ پر جس کثرت سے احباب و خواتین خصوصاً خاندان حضرت اقدس نے جس دلی ہمدردی اور تعزیت کا اظہار فرمایا ہے اس کے لیے ہم ان سب کے از حد شکر گزار ہیں۔

اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ آمین!

(منور احمد و منیر احمد)

شاندار کامیابی

خاکسار کی بیٹی عزیزہ صادقہ نبیلہ نے گورنمنٹ نصرت گرلز سکول ربوہ سے فیصل آباد بورڈ کے مڈل سٹینڈرڈ کا امتحان دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے اسے ۷۷۶/۹۰۰ نمبروں کے ساتھ شاندار کامیابی سے سرفراز فرمایا ہے۔ الحمد للہ! احباب دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ یہ کامیابی ہر لحاظ سے مبارک فرمائے اور آئندہ اس سے بڑھ کر کامیابیوں سے ہمکنار فرماتا رہے اور عزیزہ کو دونوں جہان کی سعادتیں نصیب فرمائے۔

اسی طرح خاکسار کے بیٹے عزیزم (حافظ) ناصر الدین نے حفظ قرآن کے بعد قریباً ۳ سال کے عرصہ میں میٹرک کی تیاری کر کے لاہور بورڈ سے امتحان دیا تھا۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ! کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اسے ۶۴۱/۸۵۰ نمبروں کے ساتھ اعلیٰ کامیابی سے نوازا ہے۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ یہ کامیابی بہت بابرکت کرے اور مزید بڑی کامیابیوں کا پیش خیمہ ثابت ہو اور عزیز کو دینی و دنیاوی کامیابیوں سے متمتع فرماتا چلا جائے۔

(مبارک مصلح الدین احمد وکیل المال (ثانی) ربوہ)

وصایا

ضروری نوٹ۔

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جا رہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو ۱۵ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

مسل ۲۵۵۵۱

میں ناصر احمد بلوچ ولد دریا خان صاحب قوم گرگیج پیشہ ملازمت عمر ۲۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن خدا آباد ضلع بدین بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۸۴ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل منقولہ و غیر منقولہ جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اسوقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ فی الحال کوئی نہیں اسوقت مجھے مبلغ سات صد روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اسکے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر اگر کوئی ہوئی حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

— العبد —

ناصر احمد بلوچ ولد دریا خان صاحب معرفت چوہدری عبدالمجید صاحب ۷۲ اے کینال کالونی بہاولپور
گواہ شد نمبر ۱۔ رحمت اللہ خان شاہد مربی سلسلہ
گواہ شد نمبر ۲۔ ملک منظور احمد وصیت ۱۵۰۷۹

مسل ۲۵۵۵۲

میں نسیمہ بیگم زوجہ ناصر احمد بلوچ قوم گرگیج پیشہ خانہ داری عمر ۲۲ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن خدا آباد ضلع بدین بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۸۴ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اسوقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔

۱۔ حق مہر تین ہزار روپے بذمہ خاوند
۲۔ ایک جوڑی کانٹے وزنی ایک تولہ مالیتی دو ہزار روپے

اس وقت مجھے مبلغ پچاس روپے ماہوار بصورت چیب خرچ مل رہے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اسکے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہوں گی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

— الاحمد —

نسیمہ بیگم زوجہ ناصر احمد بلوچ معرفت چوہدری عبدالمجید صاحب ۷۲ اے کینال کالونی بہاولپور
گواہ شد نمبر ۱۔ ناصر احمد بلوچ خاوند موصیہ
گواہ شد نمبر ۲۔ رحمت اللہ خان شاہد مربی سلسلہ

مسل ۲۵۵۵۳

میں طارق محمود ولد نذیر احمد ساجد صاحب قوم جٹ پیشہ ملازمت عمر ۲۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کوٹ احمدیہ ضلع بدین بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۸۴ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اسوقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ فی الحال کوئی نہیں اس وقت مجھے مبلغ ۱۵۸۵/- روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اسکے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی میں اقرار کرتا رہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

— العبد —

طارق محمود ولد نذیر احمد ساجد صاحب
البیعت الاحمدیہ بدین شہر
گواہ شد نمبر ۱۔ بشیر احمد بنگالی ابن اوصف علی
کلاچی ضلع بدین
گواہ شد نمبر ۲۔ خلیل احمد
وصیت نمبر ۲۲۸۰۰

تجاویز برائے سالانہ اجتماع

لجنہ و ناصرات

لجنہ و ناصرات کے سالانہ اجتماع کا پروگرام عنقریب مرتب کیا جا رہا ہے۔ لہٰذا اس سلسلہ میں مفید اور قابل عمل تجاویز جلد سوچ کر بھجوائیں۔

جنرل سیکرٹری لجنہ مرکزیہ

مغربی افریقہ میں جماعت احمدیہ کی مساعی کی چند جھلکیاں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بیک وقت ستائیس ۲۷ افراد کا قبولِ احمدیت:

مولوی لطیف احمد صاحب شاہد مرکزی مربی سیرالیون سے اطلاع دیتے ہیں کہ وہ روکوپور (سیرالیون) کے سالانہ جلسہ کے بعد MAHERA کے احباب کی دعوت پر پندرہ میل دور ان کے ہاں گئے۔ صبح کے ناشتہ کے بعد بیعتوں کا سلسلہ شروع ہوا اور بیک وقت ستائیس افراد داخل سلسلہ ہوئے۔

؎ پھیر دے اب میرے مولا اس طرف دریا کی دھار۔

اس کے بعد کی رپورٹ سے معلوم ہوا کہ اس علاقہ میں مزید تیئس ۲۳ افراد داخل سلسلہ احمدیہ ہوئے۔ جس میں ٹاؤن چیف، امام، نائب امام اور دیگر سرکردہ لوگ بھی تھے۔ محترم لطیف احمد صاحب کو سب سے زیادہ بیعت کروانے کی سعادت نصیب ہونے پر سالانہ جلسہ کے موقعہ پر قرآن کریم جیسی عظیم کتاب انعام کے طور پر دی گئی۔

نائیجیریا سے حمید احمد صاحب ظفر لکھتے ہیں کہ نائیجیریا ٹی۔وی پر ہر ہفتہ کے روز تین بجے سے چار بجے تک "MANY FACES OF RELIGION" کے پروگرام میں ڈاکٹر فرانک جو منسٹری آف ایجوکیشن میں چیف ایجوکیشن آفیسر ہیں۔ ماڈریٹر کے طور پر کام کرتے ہیں۔ انہیں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کتب کے اقتباسات پر مشتمل ایک کتاب مطالعہ کے لئے دی۔ تو ۲۵ فروری کو اس پروگرام میں یہ کتاب ہاتھ میں لے کر کہا کہ خدا تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات سے آگاہی اور اطمینان قلب کے لئے میں عوام کو آگاہ کرتا ہوں کہ یہ کتاب جو حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی لکھی ہوئی ہے بہت ضروری ہے۔

عمر علی صاحب طاہر فرافینی (گیمبیا) سے اطلاع دیتے ہیں کہ YALA-UBAH گاؤں میں نئی جماعت قائم ہوئی ہے۔

مکرم عبدالوہاب صاحب غانا سے اطلاع دیتے ہیں کہ ریڈیو غانا سے ان کی جلسہ سالانہ کے بارہ میں تقریر اور حافظ احمد جبرائیل سعید صاحب کی جو ربوہ سے حفظ قرآن اور غانا پہنچنے کے بعد آپ نے تقریر نشر کی گئی۔ اس کے علاوہ امیر و مشنری انچارج غانا کو دو بار ٹی۔وی پر گفتگو کا موقع ملا۔

اکرا (غانا) میں جماعت نے جو نئی زمین خریدی ہے۔ اس کی حد بندی سیمنٹ کے ستونوں سے کی۔ جن پر "جماعت احمدیہ غانا" کے الفاظ لکھے ہیں۔

محترم امیر صاحب نے اطلاع دی ہے کہ احباب کی دعائیں باران رحمت سے متعلق درگاہ باری میں قبول ہوئیں اور عرصہ کے بعد بعض علاقوں میں خوب تیز بارش ہوئی۔

وولٹا ریجن کی سالانہ سرکٹ کانفرنس میں بیس ہزار سیڈی کی مالی قربانی پیش کی گئی۔ حکومت نے بچوں میں اعلیٰ کردار پیدا کرنے کی مساعی کا آغاز کیا ہے اس غرض کے لئے بچوں کی RALLY منعقد ہوئی جس میں احمدی طلباء نے نمایاں حصہ لیا۔

"ارشاداتِ عالیہ" (صفحہ اوّل سے آگے)

پھر خود بخود آنسو بھی نکل آئیں گے۔

ہماری جماعت کے لئے سب سے زیادہ ضروری ہے کہ وہ اپنے اندر پاک تبدیلی کریں کیونکہ اُن کو تو تازہ معرفت ملتی ہے اور اگر معرفت کا دعویٰ کر کے کوئی اُس پر نہ چلے۔ تو یہ نری لاف و گزاف ہی ہے۔ پس ہماری جماعت کو دوسروں کی سستی غافل نہ کر دے اور اُس کو کاہلی کی جرأت نہ دلا دے۔ وہ اُن کی محبت سرد دیکھ کر خود بھی دل سخت نہ کر لے۔

انسان بہت آرزوئیں اور تمنائیں رکھتا ہے۔ مگر غیب کی قضا و قدر کی کس کو خبر ہے۔ زندگی آرزوؤں کے موافق نہیں چلتی۔ تمناؤں کا سلسلہ اور ہے قضا و قدر کا سلسلہ اور ہے اور وہی سچا سلسلہ ہے۔ خدا کے پاس انسان کے سوانح سچے ہیں۔ اُسے کیا معلوم ہے اُس میں کیا لکھا ہے۔ اس لئے دل کو جگا جگا کر غور کرنا چاہیئے۔" (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۲۴۰، ۲۴۲)

"دعا بہت بڑی سپر کامیابی کے لئے ہے۔ یونس کی قوم گریہ و زاری اور دعا کے سبب آنے والے عذاب سے بچ گئی۔ ..... اس سے ایک سبق ملتا ہے کہ تقدیر کو اللہ بدل دیتا ہے اور رد نا دھونا اور صدقات فرد قرارداد جرم کو بھی ردّی کر دیتے ہیں۔ اصول خیرات کا اسی سے نکلا ہے۔ یہ طریق اللہ کو راضی کرتے ہیں۔ علم تعبیر الرؤیاء میں مال کلیجہ ہوتا ہے۔ اس لئے خیرات کرنا جان دینا ہوتا ہے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۲۳۷، ۲۳۸)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الفضل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں (منیجر)

ضروری اطلاع

اقصیٰ چوک ربوہ میں حضرت حکیم نظام جان مرحوم کے مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ) پر حکیم محمود احمد صاحب باقاعدگی سے خدمت کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔

زیر نگرانی: حکیم عبدالحمید ابن حکیم نظام جان

داخلہ شروع ہے!

الیکٹریشن اور ریفریجریشن اینڈ ایئر کنڈیشننگ ٹریڈز میں داخلہ شروع ہے۔ کلاسز ۷ اپریل سے شروع ہوں گی۔ امتحان پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن لاہور لیتا ہے اور وہی سرٹیفکیٹ جاری کرتا ہے۔ بس کارڈ بھی بنوا کر دیا جاتا ہے۔

الشفیق ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر ربوہ

مردانہ، زنانہ، بچگانہ دیدہ زیب ملبوسات کا معیاری مرکز

علی گارمنٹس

ہمارے ہاں بچوں کے دیدہ زیب خوشنما ڈیزائنوں میں

ARMOUR, FITRITE, LEVIS, WHITECAT

کے سوٹ دستیاب ہیں

نیز: سندھی چادریں نت نئے ڈیزائنوں میں دستیاب ہیں:۔

علی گارمنٹس

پروپرائٹر محمد اشفاق:۔ گولبازار۔ ربوہ